

رسائل و مسائل

اسلام اور جمہوریت پر سوالات

”میرے سامنے“ اسلام اور جمہوریت“ کی بحث کے سلسلے میں ایک سوالنامہ ہے۔
 یہ سوالنامہ دراصل ایک روزنامے کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ مگر بعد میں اس کے تحریر شدہ جواب
 مجھ سے وعدہ کے مطابق وصول نہیں کیے۔ اب مجھے خیال ہوا کہ اس بحث کو رسائل و مسائل
 ہی میں پیش کر دوں۔ جگہ کی کمی کی وجہ سے سوالوں کی صرف تمہیدی گفتگو دی جاسکتی ہے، انشاء اللہ
 آئندہ سوالات اور جوابات اکٹھے درج کیے جائیں گے۔

(نئے ص)

میں آپ کے سوالوں کے جواب عرض کرنے سے پہلے آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں
 کہ یہ بحث بہت پرانی ہے کہ اسلام اور جمہوریت میں کوئی ربط ہے اور ہو سکتا ہے یا نہیں، اور
 ہو سکتا ہے تو کس صورت میں۔ اور اس بحث کا عملی طور پر بھی اور سیاسی دستوری طور پر بھی ایک
 بار فیصلہ ہو چکا ہے۔ لیکن آپ کے سوالات کا اندازہ ایسا ہے، گو یا ان دنوں بالکل نئی بحث پیدا ہو گئی
 ہے اور کم سے کم آپ کی معلومات کے دائرے میں اس بحث کی سچیلی تاریخ نہیں ہے اور نہ آپ کو یہ
 علم ہے کہ نزاع کسی فیصلے پر پہنچ کر ختم ہو گئی تھی۔ آپ ایک باصلاحیت صحافی ہیں اور میرے عزیز دوست،
 مگر میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ کا مستفراغ اندازہ یہ غمازی کرتا ہے کہ آپ کسی دور دراز علاقے
 سے نصف صدی بعد ایک ایک اس سرزمین میں وارد ہوئے ہیں اور چالیس پچاس سال کے فکری ارتقا کو
 بالکل نہ جانتے ہوئے بات کہہ رہے ہیں۔

بحث حسب ذیل نقطہ طے نظر میں تقریباً پچھلی پون صدی میں چلتی رہی ہے :-

ا۔ اسلام میں جمہوریت ہے اور وہ مغربی جمہوریت سے اعلیٰ تر ہے۔

ب۔ یہی جمہوریت جو مغرب میں چل رہی ہے، عین اسلام کے تقاضوں کے مطابق ہے، لہذا اسے لے کے چلنا چاہیے۔

ج۔ اسلام میں جمہوریت نہیں ہے بلکہ وہ صرف اطاعتِ امیر چاہتا ہے۔

د۔ اسلام میں جمہوریت کے بجائے شوراِ ثبوت کا سسٹم ہے آگے اس کے متعلق تین رو میں چلتی

رہی ہیں: ایک یہ کہ امیر یا خلیفہ شوری سے صرف مشورہ لینے کا پابند ہے، شوری کی سو فیصد اکثریت کا متفقہ نقطہ نظر بھی اسے اس سے باز نہیں رکھ سکتا کہ وہ پورے عزم کے ساتھ اپنے پسندیدہ نقطہ نظر کو نافذ کرے۔ دوسری یہ کہ بالعموم تو وہ اپنی مجلسِ شوری کے متفقہ یا اکثریتی فیصلوں کا ساتھ دے گا مگر اسے دیکھنا اختیار حاصل ہے جسے وہ حسب ضرورت استعمال کر کے اپنی مرضی سے مجلسِ شوری کے خلاف فیصلہ کر سکتا ہے۔ تیسری رائے یہ بھی سامنے آتی رہی کہ امیر کو لازماً مجلسِ شوری کے متفقہ یا اکثریتی فیصلوں پر عمل کرنا چاہیے۔

عمل مولانا حسین احمد مدنی اور بعض دوسرے دینی اکابر کا نگرہیں کے ساتھ، اور مولانا شبیر احمد عثمانی مغفور اور دیگر علماء مسلم لیگ کے سامنے کام کرتے رہے، اور یہ دونوں جماعتیں جمہوری ڈھانچے پر کام کرتی تھیں۔ اتنا ہی نہیں، تمام کارپوریشنیں، میونسپل کمیٹیاں، نوٹیفکڈ ایریا کے کارپوراز اور بے، ڈسٹرکٹ کونسلیں، افتاف اور رجسٹرڈ اداروں کے بورڈ آف ڈائریکٹرز، یونیورسٹیوں اور اعلیٰ مدارس کے چلانے والی کمیٹیاں، تجارتی کمپنیوں اور فرموں کے منتظمین، دیہات کی پنچائتیں، محلہ کمیٹیاں، غرضیکہ تمام شعبے کسی نہ کسی طرح کے جمہوری نقشے پر چلتے رہے اور ان میں سے بیشتر کے لیے انتخابات بھی ہوتے رہے، کونسلوں کی نشستوں کے لیے ووٹ بھی دیتے جاتے رہے۔ اور ان کاموں سے اصحابِ دین و تقویٰ بھی بالکل الگ نہیں رہے، بلکہ تحریکِ پاکستان کے زیر اثر ۱۹۴۵ء کے الیکشن میں تو بھاری حصہ علماء اور مشائخ کا شامل تھا۔ پاکستان بننے کے بعد بھی ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۷ء کے انتخابات تک علماء اور ان کی دینی جماعتوں اور مدرسوں نے جمہوری خطوط پر کام کرنے والی سیاست میں دل کھول کر حصہ لیا۔ بلکہ ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں حکومتی پارٹی کی رخنہ اندازی کا ردِ عمل جس طوفانی

تخریک کی شکل میں سامنے آیا اس کا ہر اول دستہ علمائے تھے۔ اور ان پر اعتماد کرنے والی دینی جماعتوں کا اتحاد!

ادھر علمی دائرے میں ایک کام کرنے والے نے یہ کام کیا کہ ایک طرف یہ ثابت کیا کہ اسلام کے اصولی سیاست و حکمرانی آج کے دور میں بھی بخوبی چل سکتے ہیں۔ دوسری طرف یہ حقیقت نمایاں کی کہ خدا کی حاکمیت پر مبنی اور قانون شریعت کی پابندی میں کام کرنے والے اسلامی نظام کے اندر خود اپنے طرز کی اتنی اور ایسی جمہوریت موجود ہے کہ بادشاہت، آمریت اور استبدادی نظاموں سے دور ہے جوئے لوگ اطمینان کے ساتھ اسے اپنا سکتے ہیں۔ اس مردِ حق کی بات و اعطاء نہ طرز کی سرسری بات نہ تھی بلکہ اُس نے اسلام کا ایک مکمل سیاسی نظریہ کتاب و سنت سے اخذ کر کے ایسی زبان میں پیش کر دیا کہ جسے اس زمانے کے دانشور اور نوجوان آسانی سے سمجھ سکتے تھے۔ اور اس سے متاثر ہو سکتے تھے۔ ادھر دینی حلقوں کی بھی خاصی تعداد مطمئن ہو گئی کہ اُن کے سامنے جو مبہم تصور تھا، اسے پرانی مذہبی سیاسی زبان اور اصطلاحات کے چکر سے نکال کر ایک شخص نے ایسی ترجمانی کر دی ہے جس سے بحث کے تمام ضروری اجزاء روشنی اور واضح ہو گئے ہیں۔ یہ شخص کون تھا؟ — مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ۔

مودودی صاحب کا پیش کردہ ایک گراں بہا نکتہ یہ ہے کہ اسلام میں جمہوری حاکمیت نہیں — بلکہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے تحت ”جمہوری خلافت“ (POPULAR VICEGERENCY) ہے۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ یہ کسی مذہبی طبقے کی پاپائی حکومت (THEOCRACY) نہیں، بلکہ خدا پرستانہ جمہوریت (THEO-DEMOCRACY) ہے۔ اپنی دو اصولی حقیقتوں نے مغربی جمہوریت کو مسترد کر دیا۔ باقی صرف سیاسی مشینری رہ جاتی ہے جس میں آپ اگر اسلام کے اصولوں کو کارفرما کر دیں۔ اور ان اصولوں کی ضرورت کے مطابق خود مشینری میں بھی رد و بدل کر لیں تو ایک نئے طرز کی جمہوریت سامنے ہو جائے گی۔

جہاں تک فی نفسہ اجتماعی معاملات میں تصور جمہوریت کا تعلق ہے، یہ ہمارے ہاں اول روز ہے۔ خود جمہور کی اصطلاح تفسیر فقہ اور دوسرے علوم میں رائج ہے۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ جمہور علماء یا جمہور مفسرین یا جمہور فقہاء کا نقطہ نظر یہ ہے تو اس کے معنی یہ نہیں ہوتے کہ دو ایک آدمی کوئی دعویٰ کر رہے ہیں، بلکہ اس کا واضح مطلب یہ ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ کسی قلیل تعداد کے استثنائے

کے ساتھ بہت بڑی اکثریت کسی بات پر متفق یا ہم خیال ہے۔ اور یہ بات بجائے خود بڑا وزن رکھتی ہے کہ کسی قول یا امر کے حق میں یا خلاف فلاں خاص رائے جمہور علماء یا ماہرین کی ہے۔ زیادہ تعداد کے ہم خیال یا مجتمع ہونے کا ہمیشہ ایک وزن رہا ہے۔ بشرطیکہ وہ تعداد احمقوں اور مجرموں پر مشتمل نہ ہو اور جس امر پر اتفاق کیا گیا ہو، وہ واضح طور پر یا ظاہر یا گناہ نہ ہو۔ اسی طرح ہماری اپنی ہی ایک اصطلاح ”اجماع“ ہے۔ اجماع تام یہ ہے کہ کسی مجلس یا ادارے یا دائرہ علم کے تمام لوگ ایک لفظ، نظر پر متفق ہو جائیں۔ اور اجماع ناقص یہ ہوگا کہ ان لوگوں کی اکثریت متفق ہو جائے۔ لیکن ہمارا لٹریچر گواہی دے گا کہ ”اجماع“ کو ہر دائرہ میں اہمیت حاصل ہے۔

اس جملہ و معترضہ کہ ایک طرف چھوڑ کر ہم پھر اوپر کے سلسلہ گفتگو کو بہ قرار رکھتے ہیں۔ مولانا مودودی معذور اگر محض داعط ہوتے تو اسلامی جمہوریت و شورائیت پر تقریریں کرتے ہوتے خوب فصاحت کے دریا بہا دیتے مگر پتلے کچھڑ پڑنے دیتے۔ اگر مفتی ہوتے تو ان کا فریضہ انتخابی ہوتا کہ وہ کتاب و سنت میں مندرج احکام اور ان سے متعلق آثار اور فقہاء کے اقوال کی روشنی میں اپنا فتویٰ دے دیتے۔ یہ ان کا درد سر نہ ہوتا کہ موجودہ احوال و ظروف میں اس فتوے پر کس طرح عمل ہوگا۔ اور اسلام کی ہیئت سیاسیہ کن بنیادوں پر کس طرح استوار ہوگی، یا اس کام میں کیا خطرات ہو سکتے ہیں اور ان کا توڑ کیا ہے۔ ایسے سوالوں سے مفتی بالائے نمہ ہوتا ہے۔

مولانا مودودی معذور کو بہت بڑی فکری لڑائی لڑ کر یہ ثابت کرنا پڑا کہ اسلامی بنیادوں پر اگر جمہوری مشینری کو اندر سے نو تشکیل دیا جائے تو یہ خلاف اسلام نہیں ہے۔ انہیں یہ اطمینان دلانا پڑا کہ اس میں تخفیر کیسی کے تسلط کا خطرہ نہیں ہے، نیز انہیں جدید طبقوں کے اس اندیشہ کا توڑ دینا پڑا کہ اسلام ہیئت سیاسیہ میں آمریت کا ظہور نہایت آسانی سے ہو سکتا ہے جب کہ اس کا ازالہ آسانی سے نہیں ہو سکتا۔

یہ بحثیں عرصہ تک چلیں، یہاں تک کہ اسلام سے وابستگی رکھنے والے اکثر ذہن ”اسلام کے نظریہ سیاسی“ کے یا تو خود داعی بن گئے، یا قائل یا حمایتی۔

کیے ہوئے مؤثر کام ہی کی یہ برکت ہے کہ تھکیل پاکستان کے بعد جب یہ اندازہ ہوا کہ مغرب بہت سیکولر طبقے کے سیاست کار اور بیوروکریٹس یہاں ایک غیر دینی دستور مستط کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔

نومحکمہ میں مولانا نے مغفور کے پیش کردہ چار نکاتی مطالبہ (بعد میں مزید نکات کا اضافہ بھی ہوا) کو نہایت تیزی سے دینی حلقوں کی تائید بھی حاصل ہوئی اور مسلم مزاج کے جدید تعلیم یافتہ اصحاب اور ان کے اداروں نے بھی حمایت میں نور صرف کیا۔ یہاں تک کہ اسلامی دستور کے لیے پُر نور تحریک جاری ہو گئی اور اس تحریک کے فتوحات میں پہلی چیز ”قرارداد مقاصد“ تھی جو مارچ ۱۹۴۹ء میں پاس ہوئی۔

اس تاریخی دستاویز کا بغور جائزہ لے کر ملاحظہ کیجیے یہ جس طرز فکر پر مبنی ہے وہ ٹھیک وہی ہے جس کے لیے یہاں چند برس پہلے سے کام کیا جا رہا تھا اور اس کی دفعات کا ”مطالبہ دستور اسلامی“ کے نکات سے ربط صاف دکھائی دے رہا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ قرارداد کا ڈھانچہ اسلامی بنانے کے ساتھ ساتھ دستور کی خاکوں کا مزاج و دسرا اختیار کیا گیا۔ قرارداد کو گویا محض بطور لیبل استعمال کرنا مطلوب تھا۔ دستور یہ کی بنیادی اصول کی کمیٹی کی پہلی رپورٹ قوم کے دباؤ کی وجہ سے مسترد ہو گئی اسی دوران میں سیکولر طبقے نے یہ چیلنج اٹھایا کہ مختلف گروہوں کے علماء مل کر کوئی متفقہ دستور نقشہ ہمیں بنا کر دیں تو پھر اس کے مطابق اسلامی دستور بنایا جاسکتا ہے۔ اصل میں یہ چیلنج پیش کرنے والوں کا نقطہ نظر یہ تھا کہ یہ تو سرے سے امکان ہی نہیں کہ علماء کوئی متفقہ دستور نقشہ دے سکیں۔ بلکہ لا تقنا ہی بخشی اور جھگڑے چل پڑیں گے۔ لیکن قدرت کو کچھ اور منظور تھا۔ تمام نمایاں مارکس فکر کے نہایت سرکردہ ۳۱ علماء و مشائخ ہر حصہ ملک سے کراچی میں جمع ہوئے اور انہوں نے غور و بحث کے بعد اسلامی دستور کے لیے ۲۲ اصولوں کا ایک خاکہ جنوری ۱۹۵۰ء میں پیش کر دیا۔ علماء کا یہ اجماع اپنی نوعیت کے لحاظ سے سیاسی و جمہوری دائرے سے متعلق تھا۔ اور اسلامی ریاست کے عملاً معطل ہو جانے کے بعد سے اس دائرہ میں علمی و فکری کام بھی کم ہوا ہے، نیز نئے احوال و ظروف کو سامنے رکھ کر نفاذ احکام کے راستے نکالنے کا مسئلہ تھا۔ یہ علماء کا بڑا عظیم کارنامہ تھا کہ انہوں نے اجتماعیات میں دیرِ جدید کے پیدا کردہ اداروں اور احوال کو ملحوظ رکھ کر اور ان سے ائمہ پذیر ذہنوں کی مشکلات کا اندازہ کر کے صحیح ترین نسخہ مرتب کیا۔ سیکولر طبقوں کے چیلنج کا جواب جس عالی ظرفی اور وسعتِ نظر سے دیا گیا ہے۔ لوگ خادمانِ دین سے اس کی توقع کم ہی کیا کرتے ہیں۔ پھر یہ اجماعی فیصلہ گویا تجدید و احیائے دین کی تاریخ کا ایک سنگِ میل تھا۔

واضح رہے کہ آج جو مولوی صاحبان جمہوریت و شورایت کے موضوع پر عجیب عجیب فتوے دے رہے ہیں، ان کے مقابلے میں وہ بہت بڑے علماء و مشائخ تھے اور ان کا اجتماع زیادہ نمائندہ اور سنجیدہ اجتماع تھا۔ اور اس اجتماع میں یہ نقطہ نظر موجود ہی نہ تھا کہ ایوان حکومت کے رجحانات کی تائید کرنی ہے۔ اُن علماء نے اسلامی اصولوں کے تحت جمہوری ڈھانچے کو قبول کیا، نمائندہ ایوانوں کو قبول کیا، صدارت اور وزارت کے مناصب کو قبول کیا، اور انتہا بات کو قبول کیا۔ کیا وہ حضرات ایمان اور علم اور تقویٰ میں کسی سے کم تھے؟ اُن کے اجماعی فیصلے کو بدلنے کے لیے رسائل کے ادارے اور منبر کے خطبات کافی نہیں ہیں۔ ویسا نمائندہ اجتماع بلوایئے اور اسی طرح کی فضا میں سنجیدگی سے متفقہ فیصلے کیے، اپنی بات دوسروں سے متواضع یا دوسروں کی بات ماننے کے لئے ضرورت نہیں۔ علماء کے اس کام کا نتیجہ یہ تھا کہ دوسری دستور ریپورٹ کو ملک نے ناپسند کیا۔ پھر انہی علماء نے دوبارہ جمع ہو کر اس ریپورٹ میں تفصیلی ترامیم کیں اور بیچ میں سے اگر ہم غلام محمد کی مخالف دستور کا ردوائیوں کا باب حذف کر دیں تو یہی ترمیم شدہ ریپورٹ تھی جس پر ۱۹۷۳ء کا دستور بنی تھا اور جسے ساری قوم میں زیادہ سے زیادہ قبولیت حاصل ہوئی۔ مگر دستور ۱۹۷۳ء کے خطرے کا سدباب کرنے کے لیے ۱۹۷۳ء میں مارشل لا سامنے آگیا۔ پچھلا سارا کھیل ختم ہوا۔

اب ذرا غور کیجیے کہ ایک لمبے زمانی تسلسل میں بھاری محنتوں سے اسلام کی ہیئت سیاسی کا تصور نمایاں کرنے کے لیے جو کام کیا گیا، اور جس سے بڑے بڑے نتائج پیدا ہوئے۔ اب چند مولوی صاحبان کے فتوؤں اور وعظوں کے تحت کیوں اس سارے کیسے کو لٹے کو ختم کر دیا جائے اور نئے سرے سے اسلامی سیاست کے اصول طے کیے جائیں۔ یہ حضرات قوم کو یہ اصول بتاتے ہیں کہ اسلام کا تقاضا بس یہ ہے کہ ایک امیر ہونا چاہیے۔ اور ایک شوریٰ ہونی چاہیے جس کے مشوروں کو امیر چاہے تو قبول کرے، چاہے تو اپنا فیصلہ نافذ کرے۔ لوگ ان سے پوچھتے ہیں کہ وہ امیر کہاں سے نمودار ہوگا؟ اس کے آنے کا دروازہ کونسا ہوگا؟ شوریٰ کے ارکان کس طرح تلاش کئے جائیں گے؟ اور اگر امیر آمریت یا ملوکیت کی راہ پر چل پڑے تو چارہ کار کیا ہوگا؟ اور امیر اور شوریٰ کے علاوہ جو ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲،

کہتے ہیں کہ بس جی ہمیں تو غرض اسلامی نظام سے ہے، ہم اسے پورا پورا چلا دیں گے، آگے جو ہو سو ہو، ہم ذمہ دار نہیں ہیں۔

بہادر م! آپ سوچیں، کیا ایسی باتوں سے دنیا نئے سیاست میں کام چل سکتا ہے، اپنی قوم کو سمجھانا ہے، مذہبی لوگوں کے علاوہ بے مذہبوں کو بھی سمجھانا ہے، غیر مسلم اقلیتوں کو بھی مطمئن کرنا ہے، باہر کی اقوام کے سامنے بھی ثابت کرنا ہے کہ تمہارے عقلی اور افادی پیمانوں کے لحاظ سے بھی اسلام کے اصول سیاست و حکومت بہتر و برتر ہی نہیں، موجودہ دور میں پوری طرح قابل عمل ہیں۔

ایک بڑے انسانی مسئلے کا جو حل بحث و تمحیص کے بعد چند برس سے یہاں راسخ ہو رہا تھا — اور جس کے خلاف پہلے کبھی بڑے سے بڑے علماء کی طرف سے بھی اُس طرح کی کوئی ٹکنتہ آفرینی نہیں ہوئی جیسی اب ہو رہی ہے — اُسے چند اصحاب مٹا کر ساری بحث نئے سرے سے چھیڑنا چاہتے ہیں۔ اور دوسرا حل پیش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ آسان کام نہیں ہے۔ دوسروں کے سامنے اسلام کا کوئی نظریہ اور ڈھانچہ پیش کر کے لوگوں کو مطمئن کرنا۔ اور اُس سے متعلق پیدا ہونے والے سوالات کا و قیع حل فراہم کرنا دل و دماغ کی بڑی اونچی صلاحیتیں چاہتا ہے۔

اب آپ سے میری گزارش یہی ہے کہ جس فراخ دلی سے آپ نے اپنے اُمں اس طے شدہ بحث کا کھاتا از سر نو کھول دیا ہے۔ اس سے سوائے فکری انتشار کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ لیکن بغیر کا پہلو اس میں یہ بھی ہے کہ جو لوگ اسلام کے منصوص اصول و مقاصد کو بھی جانتے ہیں۔ نئے دور کے مسائل اور اشکالات اور نو تشکیل یافتہ ادارات کی خوبیوں اور خرابیوں کا بھی شعور رکھتے ہیں۔ اس بحث کے ذریعے وہ اپنے موقف کو اور زیادہ قابل قبول بنا سکتے ہیں۔

میں کوشش کروں گا کہ اشاعتِ آئندہ میں آپ کے سوالوں کے مختصر جواب عرض کر دوں۔